علوم حدیث کا اجراء[۱۷]

بقلم: محمد طلحہ بلال احمد منیار

ثقہ راوی کا کسی حدیث کی روایت کرنے میں منفرد ہونا(تنہا روایت کرنا)یعنی اس کے طبقہ کے کسی اور راوی کا روایت کرنے میں اس کے ساتھ مشارکت نہ کرنا

یہ حدیث کی صحت کے منافی نہیں ہے ۔ اس طرح کی روایات کو اصطلاح حدیث میں : (أفراد) یا (غرائب) کہاجاتاہے۔اَفراد:بفتح الہمزہ جمع فرد۔

تفرد کی مختصر تعریف یہ ہے کہ:راوی کے ساتھ کسی دوسرے کا روایت کرنے میں شریک نہ ہونا۔

تفرد یا انفراد کی بحث علوم حدیث میں بہت اہم بحث ہے، کیونکہ اصل مسئلہ:حدیث کی نسبت الی الرسول کا ہے،اس میں احتیاط اس بات کا متقاضی ہے کہ:ہر کس وناکس کی روایت کو قبول نہ کیا جائے،اور نہ تنہا ایک شخص کی روایت پر بھروسہ کیا جائے۔

تفرد راوی کی بحث کے لئے علوم حدیث کی کتابوں میں اگرچہ مستقل ایک نوع خاص کی گئی ہے، یعنی (الحدیث الغریب)،لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بحث بہت وسیع ہے ،اور اس کے ماتحت پندرہ(۱۵) کے قریب انواعِ علوم حدیث یا مباحثِ مصطلح آتے ہیں، لیکن چونکہ عنوانات متعدد ہوتے ہیں، اس لئے ان مباحث کے متعلق یہ تصور کیا جاتا ہے کہ: یہ تو مستقل مباحث ہیں، اور ان کا (الحدیث الغریب) یا تفرد راوی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

مباحث مصطلح کا تشتت ایک بڑی وجہ بنتی ہے : علوم حدیث میں کم فہمی ،ضعف معرفت ،اور نظریات ومصطلحات کی حد تک ادراک،اور رٹا لگانے پر اکتفا۔

لیکن غور سے اگر دیکھا جائے تو: تفرد کا مندرجہ ذیل انواع واقسام ومباحث علوم حدیث سے ربط ہے:

۱۔ معرفۃ الوحدان

۲۔ الحدیث الفرد

۳۔ الحدیث الغریب

۴۔ الحدیث الشاذ

۵۔ مخالفۃ الثقات

۶۔ زیادات الثقات

۷۔ الحدیث المتروک

۸۔ الحدیث المنکر

۹۔ الحدیث المعلل

۱۰۔ الحدیث المدرج

۱۱۔ سرقۃ الحدیث وترکیب الأسانید

۱۲۔ وضع الحدیث

۱۳۔ ما تفرد بہ أھل بلد دون غیرھم

۱۴۔ الاختلاف علی الشیخ

۱۵۔ مختلف الحدیث

ان مباحث وانواع کی تفصیل یہاں پر بیان کرنے کا موقعہ نہیں ہے، مگر کتابوں میں جا کر اگر دیکھا جائے تو ان مباحث کے مابین جو مشترکہ بات نظر آئے گی وہ: تفرد راوی ہے۔

وہ اس طور پر کہ: تفرد کی بحث کے تقریباً چھے پہلو ہیں:

۱۔ راوی کے طبقہ کے اعتبار سے: صحابی، تابعی، تبع تابعی

۲۔ راوی کے شاگردوں کے تعدد وعدم تعدد کے اعتبار سے: الوحدان

۳۔ مطلق ومقید ہونے کے اعتبار سے: تفرد مطلق، تفرد نسبی

۴۔ راوی کے بارے میں توثیق وجرح، حفظ واتقان کے اعتبار سے: قبول، رد

۵۔ راوی کی موافقت ومخالفت کے اعتبار سے: محفوظ، شاذ، مخالفۃ الثقات، منکر

٦۔ متن میں کمی بیشی کے اعتبار سے: زیادات الثقات، ادراج

مذکورہ چھے پہلوؤں سے اگر تفرد کی بحث کو دیکھا جائے، تو مذکورہ بالا (۱۵) انواع ان میں مندرج ہو جائیں گی ۔ وللبحث موضع آخر۔

تفرد اور حدیث فرد کے مرادف ایک مشہور اصطلاح: غرابت یا الحدیث الغریب ہے، معنی کے اعتبار سے دونوں قریب قریب ہیں، لیکن بقول حافظ ابن حجر: (فرد) کا لفظ علمائے حدیث زیادہ تر (فرد مطلق) کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور (غریب) تفرد نسبی کے لئے۔

اسی طرح متعین روایت کی (غرابت و تفرد) بتانے کے لئے چند دیگر عبارتیں بھی مستعمل ہیں، جیسے: **لا يتابَع على حديثه، لم يروه غيره، لا نعرفه إلا من حديث فلان، ثقة يغرب، صدوق له أفراد، له مناكير، ليس بمحفوظ.**

الغرض: یہاں پر جس مسئلہ پر بحث کرنی ہے وہ یہ ہے کہ: راوی کا تفرد مطلقاناقابل قبول نہیں مانا جاتا، بلکہ اس میں راوی کی ثقاہت اور جرح وتعدیل کے اعتبار سے اس کے مرتبہ کالحاظ کرتے ہوئے: تفرد کو قبول کیا جاتا ہے، اور اس کی روایت کو (صحیح یا حسن) کا درجہ دیا جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ: بخاری شریف کی پہلی حدیث میں: چار طبقات میں لگاتار راویوں کا تفرد ہے:

طبقہ صحابہ میں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (لم یروہ عن النبی ﷺ غیرہ)

طبقہ تابعین ا: علقمہ بن وقاص (لم یروہ عن عمر غیرہ)

طبقہ تابعین ۲: محمد بن ابراہیم تیمی (لم یروہ عن علقمۃ غیرہ)

طبقہ تابعین ۳: یحیی بن سعید انصاری (لم یروہ عن التیمی غیرہ)

یعنی تین تابعی ایک دوسرے سے روایت کر رہے ہیں، ایک ہے طبقہ میں تین راویوں کا آپس میں روایت کرنا سند کے نزول کا سبب بنتا ہے، کیونکہ وسائط زیادہ ہو گئے۔

صحابہ کے بارے میں تو بحث نہیں کی جاتی ہے، اور نہ ان کا تفرد کچھ مضر ہے، وہ سب عدول اور ثقات ہیں۔

البتہ بقیہ تینوں رواۃ، محدثین کے یہاں ثقاہت کے اعلی درجہ پر ہیں، اس لئے ان کا تفرد یہاں پر قبول کیا گیا، بلکہ یہ روایت بخاری و مسلم کے شرائطِ صحت کے معیار پر اتر رہی ہے۔

حافظ ابن حجر «فتح» میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

قال أبو جعفر الطبري : قد يكون هذا الحديث على طريقة بعض الناس مردودا لكونه فردا ، لأنه لا يُروى عن عمر إلا من رواية علقمة ، ولا عن علقمة إلا من رواية محمد بن إبراهيم ، ولا عن محمد بن إبراهيم إلا من رواية يحيى بن سعيد .

قال الحافظ : وهو كما قال ، فإنه إنما اشتَهَر عن يحيى بن سعيد ، وتفرد به من فوقه ، وبذلك جزم الترمذي والنسائي والبزار و ابن السَّكن وحمزة بن محمد الكناني .

وأطلق الخطابي نفيَ الخلاف بين أهل الحديث في «أنه لا يعرف إلا بهذا الإسناد» وهو كما قال ، لكن بقيدين : ١- أحدهما الصحة ، لأنه ورد من طرق معلولة ذكرها الدارقطني و أبو القاسم بن منده وغيرهما . ٢- ثانيهما السياق ، لأنه ورد في معناه عدة أحاديث صحت في مطلق النية ...

لیکن بعض شروحات میں ابن مندہ کے حوالے سے ان چار طبقات میں متابعات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، دیکھئے: التوضیح لابن الملقن ۲/۱۶۱، طرح التثریب ۲/۴، عمدۃ القاری ۱/۲۰

فائده ١ : قال الشاه محمد انور الكشميرى فى «فيض الباري على صحيح البخاري» ١ /٨٠ :

ثم الحديث مروي عن إمامنا أبي حنيفة أيضًا في «مسنده» بلفظ: «الأعمال بالنيات» رواه عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن إبراهيم التَّيمي، عن علقمة بن وقاص الليثي، عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم «الأعمال بالنيات» .. إلخ.

فائده ٢ : أول حديث في صحيح الإمام البخاري، وهو: "إنما الأعمال بالنيات ... "، وآخر حديث فيه، وهو: "كلمتان خفيفتان ... " فردان غريبان، كما نص على ذلك الحافظ البرهان البقاعي وغيره، وقد صنف الحافظ الضياء المقدسي مؤلفًا سماه: "غرائب الصحيحين"، وذكر فيه ما يزيد على مئتي (٢٠٠) حديث من الغرائب والأفراد المخرجة في «الصحيحين»۔

امام حازمی نے «شروط الائمہ الخمسہ» رسالہ میں غرائب الصحیحین کی تقریبا ۱۵ مثالیں ذکر کی ہیں، امام حاکم کے کلام پر رد کرتے ہوئے۔ ملاحظہ فرمائیں: «ثلاث رسائل فی مصطلح الحدیث» ص ۱۳۵-۱۴۰

حدیث فرد کے چند مصادر:

١- مسند البزار

٢- المعجم الأوسط للطبراني

٣- الأفراد والغرائب للدارقطني

٤- غرائب الصحيحين للضياء المقدسي

مؤخر الذکر دو کتابیں موجود نہیں ہیں، البتہ دار قطنی کی کتاب کا ایک بہت چھوٹا سا حصہ مطبوع ہے، اور اس کا اختصار جو مقدسی محمد بن طاھر نے کیا ہے، (اطراف الغرائب والافراد) کے نام سے، وہ بھی مطبوع ہے۔